رمضان المبارک کے احکام و مسائل

اسلام کے پانچ ارکان ہیں توحید[۱] و رسالت، نماز[۲]، زکوٰۃ[۳]، روزہ ماہ رمضان اور حج بیت اللہ[۵]
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب چالیس برس کے ہوئے تو خلعت نبوت کے ساتھ متصف ہوئے۔ ابتداء نبوت سے تعلیم توحید کی شروع ہوئی۔ اور اتباع رسالت کی فرضیت اور وجوب کا بیان ہوا اور ہوتا رہا ملائکہ پر ایمان لانا۔ ان کتب پر جو انبیاء پر نازل ہوئیں اور کل انبیاء پر ایمان لانا قیامت وحساب کتاب تقدیر الٰہی پر ایمان لانا اور کل اعتقادی باتوں کا بیان ہوتا رہا۔ نیز شرک کی مذمت اور محرمات الٰہی وغیرہ کا بیان ہوتا رہا۔ پانچویں برس رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج ہوئی۔ معراج کی رات پانچ وقت کی نماز فرض ہوئی۔ آپ مکہ ہی میں تھے۔ نماز کے بعد ہجرت سے پہلے زکوٰۃ فرض ہوئی۔ دوسرے سال ہجرت کے روزۂ رمضان فرض ہوئے۔ اس کے بعد آٹھویں سال فتح مکہ کے وقت میں حج بیت اللہ فرض ہوا۔ توحید و اعتقادی باتیں راس الطاعات ہیں یعنی کل عبادات وغیرہ کی جڑ اور بنیاد اور ارکان اس کی شاخیں ہیں۔ جب آدمی توحید میں کامل ہو گیا آخرت کا پختہ یقین ہو گیا۔ اس وقت شریعت کی کل باتوں کی تعمیل انسان پر آسان ہو جاتی ہے۔

ماہ رمضان کے روزے فرض ہیں : قال اللہ تعالیٰ یا ایھا الذین آمنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم ۔ الآیت (البقرۃ) معنی" اے ایمان والو! روزہ تم لوگوں پر فرض کر دیا گیا تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ۔ اور تیسری آیت جو اس کے بعد ہے۔ اُس میں اس بات کو بیان فرمایا کہ وہ روزے کا مہینہ رمضان مبارک ہے۔ ایک مہینہ کے روزے فرض ہیں اس کا منکر کافر ہے تارکِ روزہ بغیر عذر فاسق و فاجر دوزخ کی آگ دہکتی اس کے لیے ہے شریعتِ الٰہی میں روزہ نام ہے کھانے پینے کی چیزوں سے اور بیوی سے صحبت کرنے سے صبح صادق سے آفتاب ڈوبنے تک پرہیز کرنے کا۔

چاند کا دیکھنا اور اس کا حکم : مہینہ عربی کبھی انتیس کبھی تیس دن کا ہوتا ہے۔ جس وقت چاند

رمضان کا ہوگیا۔ روزہ رکھنا فرض ہوگیا۔ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم صوموا الرویۃ وافطروا لرویۃ فان غم علیکم فاکملوا عدۃ شعبان ثلثین متفق علیہ (صحیح بخاری ومسلم)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں چاند دیکھنے پر روزہ رکھو چاند دیکھنے پر افطار کرو۔ اگر ابر ہو جائے شعبان کے تیس دن پورے کرو۔ یعنی تیس دن شعبان کے پورے کرکے اس کے سے پھر روزہ رمضان شروع کرو۔ اسی طرح بعد رمضان کے شوال کا چاند دیکھا جاوے انتیس یا تیس روزہ کے بعد افطار کر ڈالو۔ رمضان شریف ختم ہوا۔ اگر ابر کے سبب سے چاند عید کا نظر نہ آئے۔ رمضان کے روزے تیس پورے کرکے افطار کرنا ضروری ہے نماز عید کی پڑھیں ابر یا غبار کے سبب سے بعض جگہ چاند نہ دیکھا گیا اور بعض جگہ لوگوں نے اسی روز چاند دیکھ لیا ان کی شہادت کی بناء پر روزہ رکھنا ہوگا۔ دو سے زیادہ نے دیکھا بہت بہتر ہے۔ اگر ایک شاہد سچا عادل متقی ہے اور اس نے شہادت دی کہ میں نے چاند فلاں جگہ دیکھا فلاں وقت اس کی شہادت پر بھی روزہ رکھنا ہوگا۔

عن ابن عباس قال جاء اعرابی الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال انی رأیت الہلال یعنی ہلال رمضان فقال اتشھد ان لا الہ الا اللہ قال نعم قال اتشھد ان محمدا رسول اللہ قال نعم فقال یا بلال اذن فی الناس ان یصوموا غداً (رواہ ابوداؤد ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، دارمی)

ایک بدوی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر کہا میں نے رمضان کا چاند دیکھا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تو گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں (میں گواہی دیتا ہوں) آپ نے فرمایا کیا تو گواہی دیتا ہے کہ محمدؐ اللہ کے رسول ہیں۔ کہا ہاں (میں گواہی دیتا ہوں) آپ نے فرمایا اے بلال رضی اللہ عنہ، لوگوں میں اعلان کردو کہ کل سے روزہ رکھیں۔

عن ابن عمر قال ترائی الناس الہلال فاخبرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی رأیتہ فصام وامر الناس بصیامہ (رواہ ابوداؤد والدارقطنی، وابن حبان والحاکم وصححہ وصححہ البیہقی وصححہ ابن حزم)

عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں لوگ چاند دیکھ رہے تھے (لیکن ان لوگوں نے نہ دیکھا) میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی کہ میں نے چاند دیکھ لیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ رکھ

لیا اور لوگوں کو روزہ رکھنے کا حکم دیا۔

رخصت شرعی :- بیمار، مسافر کو روزہ نہ رکھنے کی رخصت ہے ۔ فرمایا اللہ پاک نے فمن کان منکم مریضا او علی سفر فعدۃ من ایام اخر ط ۔ الایۃ " جو شخص تم لوگوں سے بیمار ہو یا مسافر دوسرے دن میں روزے رکھ کر گنتی پوری کرے"۔ آرام کا یہ سفر ہو تو روزہ رمضان کا رکھنا افضل ہے تکلیف والا سفر ہو اس میں روزہ رکھنا جائز ہے ۔ حدیث بخاری و مسلم میں یہ حکم موجود ہے۔

بوڑھی بوڑھے اگر روزہ رمضان رکھنے پر قدرت نہ رکھیں یا کمزوری کے سبب سے روزہ رکھنے میں اٹھنا بیٹھنا مشکل ہو جائے ایسے وقت میں روزہ نہ رکھیں ہر روزہ کے بدلے میں ایک مسکین کو کھانا دیا کریں تو درست ہے ۔ حاملہ عورت یا مرضعہ (دودھ پلانے والی عورت بچے کو) ان دونوں کی اجازت ہے ۔ مشقت کے وقت میں یا دودھ خشک ہونے کا خوف ہو تو روزہ نہ رکھیں۔ ہر ایک روزہ کے بدلے میں ایک مسکین کو کھانا دلویں ۔ جب تندرست ہو گئیں اور کچھ خوف نہیں رہا بہتر ہے قضا دیویں اور اگر روزہ کی قضا نہ دیں تو وہی کھانا دینا کافی ہے۔

عن انس بن مالک الکعبی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان اللہ عزوجل وضع عن المسافر الصوم وشطر الصلوٰۃ وعن الحبلی والمرضع۔ رواہ الخمسۃ وحسنۃ الترمذی ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں بیشک اللہ عزوجل نے مسافر کو روزہ اور نماز کے قصر کرنے میں رخصت دی ہے اور حاملہ اور مرضعہ کو روزہ ترک کرنے میں رخصت عنایت فرمائی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ وعلی الذین یطیقونہ فدیۃ طعام مسکین منسوخ نہیں ہے اپنے حکم میں باقی ہے۔ ھی الشیخ الکبیرۃ لا یستطیعان ان یصوما فیطعمان مکان کل یوم مسکینا (بخاری) وعن عکرمۃ ان ابن عباس قال للحبلی والمرضع (رواہ ابوداؤد) آیت مذکورہ میں یہ معذورین داخل ہیں بوڑھی بوڑھے، حمل والی عورت اور دودھ پلانے والی عورت روزہ ترک کریں عذر کے سبب سے ہر روزہ کے بدلے میں روزہ دار مسکین کو کھانا کھلا دیں۔

روزہ کی قضا :- جو عذر شرعی سے رمضان میں روزہ نہ رکھ سکا ۔ مانند مسافر، بیمار، حائضہ عورت کے رمضان کے بعد ہی جلدی روزے کی قضا رکھنا بہتر ہے اور اگر کسی وجہ سے تاخیر ہو گئی تو دوسرے رمضان کے آنے تک روزہ رکھ لیں۔ پے در پے لگاتار رکھیں یا ناغہ دے کر دونوں

طرح درست ہے جہاں تک ہو قضا رکھنے میں جلدی کریں مبادا مقدر سے کہیں موت آجائے اور روزے اس کے ذمے رہ جاویں۔ عن ابن عمر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال قضاء رمضان ان شاء فرق وان شاء تابع رواہ الدارقطنی وقد صححہ ابن الجوزی۔

ایک حدیث مرسل حسن الاسناد اس کی متابع بھی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔ رمضان کے روزے کی قضا چاہے پے در پے رکھے یا کبھی کبھی ناغہ دے کر رکھے" اصل گنتی روزہ کی قضا پوری کرے۔

کوئی شخص مرد یا عورت مر جاوے اور ان کے ذمہ روزہ کی قضا دینا باقی ہے اس صورت میں جو اس کے وارث ولی ہیں۔ روزہ اس کی جانب سے رکھ دیں درست ہے میت کے ذمہ سے فرض ادا ہو جائے گا۔ عن عائشۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من مات وعلیہ صیام۔ صام عنہ ولیہ متفق علیہ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو مر گیا اور اس کے ذمے کوئی روزہ ہے۔ ولی روزہ رکھ دیں۔ رمضان کا روزہ ہو یا روزہ نذر دونوں میت کی جانب سے رکھنا درست ہے اور اگر وارث لوگ میت کی جانب سے ایک روزہ کے بدلے کھانا دیویں یہ بھی درست ہے۔ اس کے متعلق حدیث مرفوع آئی ہے لیکن ضعیف ہے۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ، صحابی وغیرہ سے البتہ صحیح طور پر فتاوی موجود ہیں۔

روزہ کا کفارہ وغیرہ :- جو شخص کوئی روزہ قصداً بلا عذر کھانا کھا کر یا پانی پی کر ترک کر دیوے سخت گناہ کا مرتکب ہوا۔ توبہ کرلے اور روزہ کی قضا ادا کرے۔ اس کے ذمہ کفارہ ہے یا نہیں۔ بعض اہل علم کفارہ کے قائل ہیں لیکن اس امر پر کوئی حدیث صحیح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے موجود نہیں۔

جو شخص روزے کی حالت میں بھول کر سہواً نسیاناً کھانا کھالیوے یا پانی پی لیوے جس وقت یاد آجاوے منہ کا لقمہ یا پانی اسی وقت پھینک دیوے روزہ میں کوئی نقصان نہیں روزہ صحیح ہے عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من نسی وھو صائم فاکل او شرب فلیتم صومہ فانما اطعمہ اللہ وسقاہ رواہ البخاری ومسلم وغیرھما۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے بھول کر کھانا کھا لیا یا پانی وغیرہ پی لیا۔ روزہ پورا کرے اللہ نے اس کو کھلا دیا اور پلا دیا (بخاری مسلم) یعنی اس کے ذمے نہ قضا ہے نہ کفارہ روزے کا ثواب بھی ملے گا۔

اسی طرح اگر کوئی شخص بھول کر سہواً روزے کی حالت میں بیوی سے صحبت کرے لیکن جس وقت یاد پڑے اسی وقت علیحدہ ہو جاوے روزہ میں کوئی نقصان نہیں نہ ان دونوں کے ذمے قضا ہے نہ کفارہ۔

روزہ کی حالت میں کیا چیزیں مباح ہیں کیا نہیں :۔ سرمہ لگانا، تیل سر میں بدن میں ملنا درست ہے۔ روزہ کی حالت میں خوشبو کا استعمال بہتر ہے، فصد لینا، پچھنا لگانا حالتِ روزہ میں درست ہے اگر ضعیف و کمزور ہو جانے کا خوف ہو تو بہتر نہیں اس لیے کہ روزہ میں نقصان ہو گا۔ روزہ کی حالت میں میاں بیوی میں بوس و کنار ہو سکتا ہے۔ لیکن یہ اس کے لیے اجازت ہے جو اپنے نفس پر قابو رکھتا ہو کہیں صحبت کی صورت نہ ہو جائے ورنہ کفارہ لازم آئے گا۔ اور سخت گنہگار ہو گا۔ ایک شخص نوجوان نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بوس و کنار ہونے کی بیوی سے اجازت مانگی۔ آپ نے اس کو اجازت نہیں دی اور ایک بوڑھے نے اجازت طلب کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دے دی۔ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ ان رجلاً سال النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن المباشرۃ للصائم فرخص لہ واتاہ آخر فنھاہ عنھا فاذا الذی رخص لہ شیخ وان الذی نھاہ شاب رواہ ابوداؤد وسکت عنہ ابوداؤد و المنذری والحافظ فی التلخیص۔

عن عائشۃ قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقبل وھو صائم ویباشر وھو صائم ولکنہ کان املککم لاربہ رواہ الجماعۃ الا النسائی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بوس و کنار ہوتے تھے بیویوں سے اور آپ نفس پر خوب قابو رکھنے والے تھے۔

اعتکاف و شب قدر کا بیان :۔ اعتکاف سنتِ مؤکدہ ہے۔ قرآن میں اس عبادت کا ذکر موجود ہے۔ اعتکاف کہتے ہیں اللہ سبحانہ کے واسطے مسجد میں اپنے آپ کو مقید کر دیں ذکر اللہ و عبادت و تلاوت قرآن کے لیے ایک دن نصف دن ایک رات اور اس سے زیادہ جتنے روز تک چاہے اعتکاف کرے درست ہے فرمایا اللہ پاک نے فَلَا تُبَاشِرُوهُنَّ وَأَنْتُمْ عَاكِفُونَ فِي الْمَسَاجِدِ جس وقت تم مسجدوں میں اعتکاف کیے ہو بیوں سے نہ ملو۔ اعتکاف مسجدوں میں کرنا چاہیے، مرد عورت دونوں اعتکاف کریں سنت ہے۔ جوان عورتوں کے لیے محرم کی ضرورت ہے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کرتے تھے اور آپ کی بیویاں اعتکاف کرتی تھیں اعتکاف والا بغیر ضرورت مسجد سے نہ نکلے حاجت، ضرورت کے لیے نکلنا درست ہے جیسے پاخانہ پیشاب یا کوئی گھر سے کھانا

لانے والا نہیں ہے۔ جاکر خود لاوے۔ نماز جمعہ کے لیے جاوے جس مسجد میں جمعہ ہوتا ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شب قدر کی تلاش کرنے کے لیے پہلے عشرہ میں اعتکاف کیا اس کے بعد دوسرے عشرہ میں اعتکاف کیا۔ اللہ پاک کی طرف سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ہوئی جس کو ڈھونڈ رہے ہو یعنی شب قدر وہ آخر عشرہ رمضان میں ہے۔ پھر آپ نے عشرہ آخر کا اعتکاف کیا اور ہمیشہ اس پر دوام کیا جب تک زندہ رہے۔ صحیح بخاری، مسلم وغیرہ میں یہ کل مذکور ہے۔ جب آخری عشرہ داخل ہوتا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اہل وعیال سے کنارہ کشی کر کے عبادت میں کوشاں ہوتے رات عبادت میں گزارتے اپنی اولاد کو عبادت کے لیے جگایا کرتے کہ اٹھو عبادت کرو۔

عن عائشة قالت كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يعتكف العشر الاواخر من رمضان حتى توفاه الله عزوجل رواه بخاری ومسلم ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عشرہ اخیر رمضان میں ہمیشہ اعتکاف کرتے تھے یہاں تک کہ اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح کو قبض کر لیا۔ یعنی انتقال فرما گئے۔ عن عائشة ان النبی صلی الله علیه وسلم كان اذا دخل العشر الاخر احيى الليل وايقظ اهله وشد ميزره متفق عليه ط

جس وقت عشرہ آخر رمضان کا داخل ہوتا تھا۔ رات کو زندہ رکھتے۔ اپنے اہل کو جگاتے اور خود عبادت کے لیے کمربستہ ہو جاتے، صحیح مسلم میں ہے (عبادت میں) دوسرے وقت اسقدر نہ کرتے۔ پانچ راتوں میں شب قدر مخفی ہے اکیسویں رات، تیئسویں رات، پچیسویں رات ستائیسویں رات، انتیسویں رات قدر کی رات عبادت کا ثواب ہزار مہینہ کی عبادت سے بڑھ کر ہے۔ حضرت عائشہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا اگر میں شب قدر پاؤں تو کیا دعا پڑھوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ دعا پڑھ۔ اللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ العَفْوَ فَاعْفُ عَنِّي (ترمذی وحسنہ واحمد وابن ماجہ)

صدقہ فطر:- جب رمضان پورا ہو جاوے صدقہ فطرہ ادا کرنا فرض ہے ہر ایک مسلمان مرد عورت بوڑھے جوان بچے پر ہر ایک کی طرف سے فطرہ ادا کیا جاوے، پونے تین سیر کے قریب گیہوں، کھجور، چاول وغیرہ متوسط درجہ کا غلہ عید کی نماز سے پہلے ادا کیا جاوے فطرہ ادا ہوگا اور فطرہ کا ثواب حاصل ہوگا۔ اور اگر عید کی نماز کے بعد فطرہ ادا کیا جاوے فطرہ کا ثواب نہیں ہوگا۔ بلکہ صدقہ کا ثواب ہوگا، فقیر مسکین طلباء مسافر وغیرہ مسلمانوں کو دیا جاوے اس

میں کافر مشرک کا حصہ نہیں ۔ حدیث میں ہے ۔ عن ابن عمر قال فرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زکوۃ الفطر من رمضان صاعا من تمر او صاعا من شعیر علی العبد والحر والذکر والانثیٰ والصغیر و الکبیر من المسلمین رواہ الجماعۃ ۔

زکوٰۃ فطرہ رمضان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرض کیا ایک صاع کھجور ایک صاع جو غلام آزاد مرد عورت بچے بڑے ہر ایک مسلمان پر" ابوسعید خدری صحابی کہتے ہیں ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں فطرہ نکالتے تھے آٹا ایک صاع ، کھجور ایک صاع ، ایک صاع گندم ایک صاع منقی ایک صاع جو ایک صاع پنیر، دارقطنی ۔ صاع ایک برتن کا پیمانہ ہے ، غلہ وغیرہ اس سے ناپتے ہیں ۔

فطرہ عید سے پہلے ادا کیا جانا لازمی ہے :۔ عن ابن عباس قال قال فرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زکوۃ الفطر طہرۃ للصائم من اللغو والرفث و طعمۃ للمساکین فمن اداھا من قبل الصلوٰۃ فھی زکوۃ مقبولۃ ومن اداھا بعد الصلوٰۃ فھی صدقۃ من الصدقات رواہ ابوداؤد و ابن ماجہ وصحح الحاکم ۔

عبداللہ بن عباس کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوٰۃ فطرہ کی فرض فرمائی روزے دار کا روزہ صاف ستھرا پاک ہو جاتا ہے ۔ بیہودہ بات لغو کام ۔ فحش وغیرہ سے اور مسکینوں کا کھانا کھلانا ہے جو شخص فطرہ ادا کرے گا ۔ نماز عید کے پہلے اس کا صدقہ قبول ہے اور جو فطرہ ادا کرے گا ۔ بعد نماز عید کے وہ صدقوں میں سے ایک صدقہ ہے" جو باتیں لغو بیکار زبان سے گالی گلوچ وغیرہ اور گناہ کا مرتکب ہو جاتا ہے روزے کی حالت میں روزے میں نقصان آجاتا ہے ۔ قابل قبول نہیں ہوتا ۔ جس وقت صدقہ فطر ادا کیا جاتا ہے روزہ درگاہ الٰہی میں قبول ہو جاتا ہے ۔

عن جریر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صوم شھر رمضان معلق بین السماء والارض ولا یرفع الا بزکاۃ الفطر ۔ ترغیب و ترہیب یہ حدیث غریب ہے) لیکن خوب کھری جید ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں روزہ رمضان اس وقت تک آسمان اور زمین کے درمیان معلق رہتا ہے جب تک صدقہ فطرہ ادا کیا جائے ۔ یہ حدیث صحیح ہے اور حدیث عبداللہ بن عباس کی مرسل ہے یہ حدیث پہلی حدیث کی شاہد ہے اور حدیثیں بھی اس کے متابع ہیں ۔

تیسری حدیث :۔ عن رجل من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اختلف

الناس فی آخر یوم من رمضان فقدم اعرابیان فشهدا عند النبی صلی الله علیه وسلم بالله لا هلا الهلال امس عشیة فامر رسول الله صلی الله علیه وسلم الناس ان یفطروا رواه احمد وابو داؤد وزاد فی روایة وان یغدوا الی مصلاهم رواه احمد وابوداؤد والنسائی وابن ماجه وصححه ابن المنذر وابن السکن وابن حزم ۔

حدیث اوّل بھی صحیح ہے سکت عنه ابوداؤد و رجاله رجال الصحیح (نیل الاوطار)

ایک صحابی فرماتے ہیں لوگوں نے اختلاف کیا رمضان کا آخر دن تھا (چاند ہوا یا نہیں) دو شخص مسلمان باہر سے آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے شہادت دی کہ ہم لوگوں نے چاند دیکھا کل شام کو آپ نے لوگوں کو حکم دیا کہ لوگ روزہ افطار کر لیں اور فرمایا صبح ہوئے عیدگاہ میں لوگ چلیں نماز عید کے لیے ابوداؤد وغیرہ کی روایت صحیح ہے حاصل احادیث مذکورہ کا یہ ہوا ۔ روزہ رمضان کے لیے ایک گواہ دیندار کی شہادت کافی ہے دو کی یا زیادہ کی ہو بہتر ہے ۔ روزہ رکھنا فرض ہوگا۔

رمضان مبارک کے خاتمے پر روزہ ترک کرنے کے لیے دو گواہ متقی دیندار کی ضرورت ہے جس وقت دو شاہدوں نے گواہی دی کہ ہم نے اُنتیس رمضان کو چاند دیکھا ہے روزہ لوگ افطار کر دیویں اور صبح نماز عید کی ادا کریں ۔ اگر شاہد نامعلوم ہیں فاسق فاجر ہیں ان کی شہادت کا کچھ اعتبار نہیں قال الله تعالیٰ واشهدوا ذوی عدل منکم وقال تعالیٰ یایها الذین آمنوا ان جاءکم فاسق بنبا فتبینوا الایة ۔ ان دو آیتوں سے ثابت ہوا گواہ اور خبر دینے والا عاقل عادل متقی دیندار ہونا چاہیے ۔ نیل الاوطار میں ہے والحدیثان المذکوران فی الباب یدلان علی انها تقبل شهادة الواحد فی دخول رمضان ، عبداللہ بن مبارک احمد بن حنبلؒ و امام شافعی وغیرہ کا یہ ہی مذہب ہے۔

امام نووی شرح صحیح مسلم میں فرماتے ہیں ۔ لا تجوز شهادة عدل واحد علی هلال شوال عند جمیع العلماء الا ابا ثور فجوزه بعدل انتهی ۔ یعنی رمضان کے ختم ہونے کے لیے ایک آدمی کی شہادت جائز نہیں اور نہ اس کی شہادت پر روزہ ترک ہوگا، تمام علماء کا اتفاق ہے ۔ سوا ابو ثور ہے ۔

یوم الشک :۔ شعبان کی آخری تاریخ تیسویں دن کو روزہ رکھنا رمضان کے خیال سے درست نہیں اس لیے کہ انتیس شعبان کو چاند ثابت نہ ہوا تو روزہ رکھا کہ اگر چاند کی خبر آگئی

تو روزہ رمضان کا ہوگا۔ اور چاند ثابت نہ ہوا تو روزہ نفلی ہوگا۔ اس شک کے سبب سے روزہ درست نہیں عن عمار بن یاسر قال من صام الیوم الذی یشک فیہ فقد عصیٰ ابا القاسم صلی اللہ علیہ وسلم ابوداؤد ترمذی نسائی ابن ماجہ" جس نے یوم الشک میں روزہ رکھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس نے نافرمانی کی۔ رمضان کے استقبال کیلئے روزہ رکھنا ایک دو روز پہلے ناجائز ہے اگر کسی شخص کی عادت تھی نفلی روزہ رکھنے کی اور دلوں میں روزہ رکھنے کا اتفاق نہ ہوا اس شخص کو اجازت ہے کہ آخر شعبان میں وہ روزہ مقررہ رکھ لیوے۔ سنن ابی داؤد میں ہم معنی حدیث موجود ہے۔

چاند ایک شہر کا دوسری جگہ کے لئے:۔ ایک شہر یا ملک میں چاند دیکھا جاوے دوسرے ملک یا شہر کے لیے کافی ہے یا نہیں۔ اس میں علماء امت کے دو فریق ہیں۔ ایک گروہ جائز رکھتا ہے۔ دوسرا گروہ جائز نہیں رکھتا اگر دونوں شہروں میں زیادہ فاصلہ ہو جس سے آفتاب کے طلوع و غروب میں زیادہ اختلاف ہو۔ دونوں فریق دلائل پیش کرتے ہیں۔ لیکن دوسرے فریق کے جو دلائل ہیں اس پر عمل کرنے سے عوام میں غلجان پیدا نہیں ہوتا۔ امام ترمذی فرماتے ہیں ایک شہر کی رؤیت دوسرے شہر کے لیے کافی نہیں۔ بلکہ اپنے اپنے دیکھنے پر عمل کریں۔ مثلاً کلکتہ اور دہلی کے غروب آفتاب میں آدھ گھنٹے کا اختلاف ہے یا اس سے زائد اگر کلکتہ میں آفتاب غروب ہوگا پانچ بجے تو دہلی میں غروب ساڑھے پانچ بجے کے بعد ہوگا ایسے وقت میں بعض اوقات کلکتہ میں چاند دیکھا جاتا ہے اور دہلی میں نہیں دیکھا جاتا یا دہلی میں چاند ہوتا ہے اور کلکتہ میں نہیں اس صورت پر اختلاف لازمی ہے تو اس وقت میں حدیث ابن عباس کی جو مسلم میں ہے بروایت کریب تابعی پر عمل کرنے سے کوئی تنازع نہیں ہوتا یعنی ایک شہر بعید مسافت کا چاند دوسرے شہر ضلع کے لیے کافی نہیں بلکہ اپنے ملک کے دیکھے چاند پر عمل کریں اور اگر قریب قریب کے شہر اور ضلع میں چاند ہوا۔ لوگ روزہ رکھیں۔ اگرچہ اس شہر والوں نے نہیں دیکھا شرط ہے شہادت معتبر سے ثبوت چاند کا ہونا چاہیے۔

روزہ میں نیت کرنا:۔ نفلی روزہ ہو یا روزہ رمضان ادا اور قضا یا روزہ نذر ہر ایک میں نیت کرنا لازمی ہے۔ نیت رات ہی سے روزہ کی کرلی جاوے یہ ہی بہتر ہے۔ اور اگر رات میں روزہ کی نیت نہیں کی کسی وجہ سے صبح کے وقت یا بعد طلوع آفتاب دن میں نیت کر

لینا چاہیے۔ دوپہر سے پہلے صحیح ہے روزہ صحیح ہوگا۔ اس امر پر حدیث روزہ عاشورہ والی صحیح بخاری، صحیح مسلم میں جو وارد ہے کھلی دلیل ہے وہ یہ ہے۔ عن سلمۃ بن الاکوع ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امر رجلا من اسلم ان اذن فی الناس اذ فرض صوم عاشوراء الا کل من اکل فلیمسک ومن لم یاکل فلیصم۔ رواہ بخاری وغیرہ جو روایت رات میں نیت کر لینے کی ہے۔ وہ متکلم ہے۔ روزہ کی نیت کرنا رات میں بہتر ہے اس صورت میں دونوں حدیثوں میں تطبیق ہو جاتی ہے۔

فضیلت روزۂ رمضان :- روزہ رمضان ہر ایک عاقل بالغ پر فرض ہے مرد ہوں یا عورتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں (اے مسلمانو) رمضان کا مہینہ تمہارے سامنے آیا ہے مہینہ برکتوں والا ہے اس مہینہ کے روزے تمہارے لیے فرض کیے۔ دروازے آسمان کے اس مہینہ میں کھل جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند ہو جاتے ہیں اور شیطان سرکش قید کر دیئے جاتے ہیں اس مہینہ رمضان میں ایک رات اللہ کے نزدیک ہزار مہینہ سے بڑھ کر ہے جو بھائی شب قدر سے محروم رہا عبادت ذکر اللہ نہ کیا بیشک محروم ہو گیا (بڑے ثواب سے) احمد نسائی۔ ایک حدیث سنن ابن ماجہ میں ہے حدیث مذکور کے ہم معنی ہے

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ صحابی بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جب رمضان داخل ہوتا ہے دروازے آسمان کے کھل جاتے ہیں۔ دروازے جنت کے کھول دیئے جاتے ہیں۔ دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں۔ شیطان کی جماعت زنجیروں سے جکڑ دی جاتی ہے۔ دروازے رحمت کے کھل جاتے ہیں۔ بخاری مسلم۔

سہل بن سعد صحابی رضی اللہ عنہ، کہتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جنت کے آٹھ دروازے ہیں ایک دروازہ کا نام ریان ہے۔ اس دروازہ سے (جنت میں) داخل نہیں ہوں گے۔ مگر روزہ دار۔ صحیح بخاری، صحیح مسلم یہ دروازہ روزہ داروں کے مناسب ہے۔ ریان ہے ری سے ری کے معنی سیرابی کے ہیں یعنی جو لوگ دنیا میں بھوکے پیاسے رہتے روزے کے سبب سے ان کے لیے اعلیٰ مرتبے ہیں دروازہ بھی سیرابی والا ہے جو باعث روزہ داروں کی خوشخبری کا جس وقت دروازہ جنت کا دکھائی دے گا۔ لوگ خوش ہو جائیں گے۔

[1] مسئلہ اختلافی ہے اکثر اہل حدیث از روئے دلائل اس طرف ہیں کہ فرض روزے میں رات کو نیت ضروری ہے مولانا احمد اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی بیان فرمودہ صورت نفل روزے پر محمول ہے (واللہ اعلم ع-ح)

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جتنے عمل اولاد آدم کے نیک ہیں دس گنا بڑھائے جاتے ہیں۔ سات سو تک (ثواب میں) فرماتا ہے اللہ پاک مگر روزہ یہ میرے ہی لیے ہے۔ میں ہی اس کا بدلہ دوں گا میرے ہی سبب سے (میری) خاطر سے کھانا پینا۔ خواہش کو چھوڑا۔ روزہ دار کے لیے دو خوشیاں ہیں۔ ایک خوشی (اس کو حاصل ہوتی ہے۔) افطار کرنے کے وقت اور ایک خوشی ہوگی جس وقت اپنے رب سے ملاقات کرے گا۔ روزے دار کی منہ کی بُو اللہ تعالےٰ کے نزدیک بہتر ہے خوشبو مشک سے روزہ (عذاب الہٰی کے سامنے) ڈھال ہے جب کوئی شخص روزہ کے دن میں روزہ رکھے نہ بیہودہ بات کرے نہ شور شار کرے اگر کوئی شخص اس سے گالی گلوچ کرے یا جھگڑا کرے روزہ دار اس سے کہے بے شک میں روزہ سے ہوں" صحیح بخاری و مسلم۔

غیبت جھوٹ وغیرہ سے روزہ قبول نہیں :۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں جو شخص جھوٹ سے پرہیز نہیں کرتا اور ناجائز کام سے غیبت دھوکہ بازی برے کام بیہودہ حرکتوں سے پرہیز نہیں کرتا اللہ پاک کو اس کے روزے کی کچھ پرواہ نہیں اس کے ہم معنی حدیث بخاری، ابو داؤد و ترمذی میں موجود ہے۔ چیخنا چلانا جہالت کی باتیں کرنا روزہ کی حالت میں سخت منع ہے لڑنا جھگڑنا سخت منع ہے۔ روزہ اس کی وجہ سے برباد ہو جاتا ہے۔ تجارت وغیرہ کے معاملات میں ضروری باتیں کرنا درست ہیں لیکن جھوٹ سے پرہیز کریں۔ بلا ضرورت زبان بند رکھے۔ ذکر اللہ میں زبان جاری رہے۔ روزہ کی حالت میں کھانا پینا اور بیوی سے صحبت کرنا حرام ہے۔ جو ان تینوں باتوں سے کسی بات کا مرتکب ہوگا اس کا روزہ ٹوٹ گیا اور سخت گناہگار ہوا۔

سورج غروب ہونے کے بعد سے کھانا پینا جائز ہے تمام رات اور بیویوں سے صحبت کرنا بھی تمام رات درست ہے۔ جب تک صبح کی روشنی نہ ہو۔ جب صبح کا وقت قریب آگیا کھانا پینا بند کر دینا چاہیے اور بیوی سے اگر صحبت رات میں کی اور صبح ہونے کے بعد غسل کیا درست ہے۔ قرآن شریف اور حدیث صحیح مسلم وغیرہ سے یہ ثابت ہے۔ ان کے سونے کی حالت میں احتلام ہوگیا۔ روزہ صحیح ہے روزہ میں کوئی نقصان نہیں۔

وقت پر افطار کرنا ثواب کا باعث :۔ جب سورج مغرب کی طرف غروب ہوگیا اور پورب سے سیاہی بعد غروب ظاہر ہوئی روزہ کھولنے کا وقت آگیا عن ابن عمر قال سمعت النبی

صلی اللہ علیہ وسلم یقول اذا اقبل اللیل من ھھنا وادبر النھار من ھھنا وغابت الشمس فقد افطر الصائم (بخاری مسلم) عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں ۔ میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جب رات سامنے آئی اور دن نے پیٹھ پھیری اس جانب سورج غروب ہوگیا۔ بیشک روزہ دار نے روزہ افطار کردیا" یعنی افطار کرنا ہے جلدی افطار میں کرے تاخیر نہ کرے ۔ لیکن افطار کرنے کے وقت میں شک نہ کرے ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں لا یزال الناس بخیر ما عجلوا الفطر (بخاری مسلم) یعنی لوگ ہمیشہ بھلائی میں رہیں گے ۔ جب تک افطار میں جلدی کریں گے" حدیثِ قدسی میں آیا ہے اللہ پاک فرماتا ہے (ان) احب عبادی الی اعجلھم فطرا" بیشک میرے بندے وہ بہت ہی محبوب ہیں مجھے جو جلدی کرتے ہیں روزہ کھولتے ہیں" احمد ترمذی) یہ حدیث حسن ہے ۔

ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت ہمیشہ بھلائی پر رہے گی ۔ جب تک سحری کھانے میں تاخیر کریں گے ۔ اور افطار میں جلدی کریں گے ۔ احمد

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سحری کھاؤ بیشک سحری کھانا برکت کی چیز ہے" رواہ مسلم وغیرہ ایک اور حدیث میں یہ ہے "سحری کھاکر روزہ کیلیے قوت حاصل کرو ۔ دن میں قیلولہ کرکے تہجد کی نماز میں مدد لو (ابن ماجہ حاکم) یعنی جس وقت سحری کے وقت میں کچھ کھا پی لے گا روزہ رکھنے میں کوئی تکلیف نہیں ہوگی دوپہر کے وقت میں کچھ سو لینے سے جو لوگ رات میں تہجد پڑھتے ہیں ۔ ٹھیک تہجد کے وقت اٹھ کھڑے ہوں گے نیند کا غلبہ نہیں ہوگا ۔

مسلمانوں کے روزہ میں اور یہود و نصاریٰ کے روزہ میں فرق ہے ۔ وہ لوگ سحری نہیں کھاتے ۔ مسلمانوں کو سحری کھانا چاہیے ۔ مسلم ترمذی وغیرہ میں یہ حدیث اسی طرح سے ہے اللہ پاک رحمت نازل فرماتا ہے اور فرشتے دعاء مغفرت کرتے ہیں سحری کھانے والوں پر ۔ ایک حدیث میں ہے سحری کرلو ۔ اگرچہ ایک گھونٹ پانی ہو ۔ ابن حبان کی یہ دونوں حدثیں ٹھیک ہیں (نیل الاوطار)

اگر کھجور ملے اس سے روزہ کھولنا سنت ہے عن انس مرفوعا من وجد التمر فلیفطر علیہ ومن لم یجد التمر فلیفطر علی الماء فانہ طھور طہور رواہ الترمذی والحاکم وصحح۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقتِ افطار کے یہ دعا پڑھتے تھے اللّٰھُمَّ لَکَ صُمْتُ وَعَلٰی

رِزْقِكَ اَفْطَرْتُ ط یہ دعا بھی ثابت ہے۔ ذَهَبَ الظَّمَاُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوْقُ وَثَبَتَ الْاَجْرُ انشاء اللہ تعالیٰ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں "جو کھجور پائے اس سے افطار کرے اور جو نہ پاوے پانی سے افطار کرے۔ پانی صاف ستھری چیز ہے"۔ روزہ دار روزہ جلدی افطار کرے اور نماز مغرب کے لیے جلدی کرے یہ سنت ہے (مسلم) ایک حدیث میں وارد ہے اچھی سحری مومن کی کھجور ہے (ابن حبان نیل)۔ صبح صادق سے پہلے سحری کھا کر فراغت حاصل کرے۔ شک سے بچنا چاہیے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سحری میں اور نماز فجر میں پچاس آیت پڑھنے کے فرق ہوتا تھا۔ (بخاری مسلم) آخر رات میں سحری بہتر ہے اگر کوئی شخص اذان کے وقت دودھ وغیرہ کا پیالہ لیے ہوئے ہے پی لینا چاہیے۔ بشرطیکہ اذان مشکوک وقت میں ہو رہی ہے کہ فجر قریب ہے۔ سفیدی ظاہر نہیں ہوئی۔ مشکوک وقت میں فجر کی اذان درست ہے۔

رمضان میں دو اذانیں[1]:۔ ماہ رمضان میں اگر دو اذانیں کہی جاویں ایک اذان آخر رات سحری تہجد کے لیے اور ایک اذان بعد صبح صادق نماز کے لیے سنت ہے۔ عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان بلالا ینادی بلیل فکلوا واشربوا حتی ینادی ابن ام مکتوم رجلا اعمی لا ینادی حتی یقال لہ اصبحت اصبحت متفق علیہ۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ بلال رضی رات کو اذان کہتا ہے اور تم لوگ کھاتے پیتے رہو۔ یہاں تک کہ عبداللہ بن ام مکتوم اذان کہے۔ عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ اندھے تھے۔ جس وقت لوگ ان سے کہتے تھے۔ صبح ہوگئی۔ یہ اذان کہتے تھے۔

رات میں تہجد کے لیے جو اذان کہے وہ مؤذن خاص مقرر کر دیا جائے۔ تاکہ لوگوں کو معلوم رہے کہ یہ اذان تہجد کی ہے آواز سے لوگ معلوم کر لیں گے۔ اور جو فجر کے وقت اذان کہے وہ بھی خاص آدمی ہو۔ تاکہ معلوم ہو جاوے کہ اذان فجر کی ہے۔

روزہ افطار کرنا باعثِ ثواب ہے۔ قال رسول اللہ صلعم من فطر صائما کان لہ مثل اجرہ من غیر ان ینقص من اجر الصائم شیئا۔ ترمذی کی یہ حسن حدیث ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں "جو کوئی کسی روزے دار کا روزہ افطار کرائے روزے دار کے برابر ثواب ملے گا۔ روزے دار کے ثواب میں کمی نہ ہوگی"۔ یہ مہینہ ہے مومن کی روزی میں برکت ہوتی ہے کسی شخص نے کسی روزہ دار کا مہینہ رمضان میں روزہ افطار کرایا۔ گناہ اس کے معاف

[1] ان سب احادیث پر نظر ڈالی جائے تو دو اذانیں سارا سال ہوتی تھیں (ع - ج)

ہو جاتے ہیں۔ اور جہنم سے گردن اس کی آزاد ہو جاتی ہے۔ روزے دار کو جس قدر ثواب روزے کا ملتا ہے۔ روزہ افطار کرانے والے کو بھی اتنا ہی ثواب ملتا ہے۔ صحابہؓ نے کہا۔ یا رسول اللہ اس کی طاقت ہر ایک لوگ ہم میں نہیں پاتے کہ روزے دار کے روزے کو افطار کرا دیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ پاک یہ ثواب عنایت فرماتا ہے ایک گھونٹ دودھ پر ایک کھجور پر ایک گھونٹ پانی پر اور جس نے روزہ دار کو آسودہ کر کے (کھلا) پلا دیا۔ اللہ پاک (قیامت کے دن) میرے حوض (کوثر) سے پلائے گا۔ (کہ پھر) پیاسا نہیں ہوگا۔ یہاں تک کہ جنت میں داخل ہو۔ یہ مہینہ ہے اول (دس روز) رحمت کے ہیں۔ اور (دوسرا عشرہ) درمیان والا مغفرت کا ہے۔ (آخری عشرہ) میں دوزخ سے لوگ آزاد کیے جاتے ہیں۔ جو کوئی شخص لونڈی غلام پر آسانی کرتا ہے رمضان میں اللہ پاک اس کے گناہ بخش دے گا۔ اور دوزخ کی آگ سے آزاد کر دے گا۔ (بیہقی) کثرۃ طرق سے یہ حدیث آئی ہے اس وجہ سے قابلِ حجت ہے۔ نوکر خادم خادمہ پر آسانی کرنا ماہ رمضان میں حدیث مذکور میں داخل ہے تاکہ روزہ بآسانی رکھ سکیں۔ حاصل یہ ہے۔ روزے دار کا روزہ کھلوانا افطاری کے وقت میں باعث ثواب ہے۔ لوگوں کے یہاں افطاری بھیجنا، مساجد وغیرہ میں افطاری کرنے کے لیے کھانا وغیرہ دودھ شربت بھیجنا باعث ثواب ہے فرض ادا کرنے کا درجہ رکھتا ہے۔

تراویح، تہجد، نفل، ذکر اللہ، صدقہ، زکوٰۃ:۔ مہینہ رمضان میں تلاوت قرآنِ پاک، ذکر اللہ استغفار، تسبیح، تہلیل، تکبیر کی کثرت ہونی چاہیے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سخاوت رمضان میں ہوا کی طرح تیز ہو جاتی تھی۔ رمضان میں صدقہ خیرات وغیرہ میں اپنے ارمان پورے کیے جاویں۔ یہ مہینہ پھر ہمیشہ کہاں ملتا ہے۔

مہینہ رمضان زکوٰۃ ادا کرنے کا مہینہ ہے۔ ستر زکوٰۃ ادا کرنے کا ثواب حاصل ہوگا۔ نیکیوں کو رمضان میں ادا کرنے سے فرض کا ثواب ہے رمضان کی راتوں میں جماعت سے تراویح پڑھنا باعث ثواب ہے۔ اسی طرح تہجد نفلی نمازیں اور رات میں ہو یا درمیانی رات میں آخر رات میں زیادہ فضیلت ہے جماعت سے ہو یا اکیلے اکیلے تنہا گھروں میں پڑھیں یا مسجدوں میں کل باعثِ ثواب ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ من صام رمضان ایمانا واحتسابا غفرلہ ما تقدم من ذنبہ ومن قام رمضان ایمانا واحتسابا غفر لہ ما تقدم من ذنبہ ومن قام لیلۃ القدر ایمانا واحتسابا غفرلہ ما تقدم من ذنبہ (بخاری مسلم عن ابی ہریرۃ)